دارالافتاء
فتویٰ نمبر 95/217
مورخہ

25155

(1)

اسلام وعلیکم .

گزارش یہ ہے کہ تین سال قبل میری شادی میری خالہ/ماموں کی بیٹی سے ہوئی جوکہ میری بہن کی شادی میں امریکہ سے شرکت کرنے آئے تھے . انکو ہمارا ماحول بہت پسند آیا اور ہمیں بھی وہ لڑکی مناسب لگی کیونکہ وہ ایک مشرقی لڑکی کی مثال بنی ہوئی تھی . اور کہتی تھی کہ مجھکو امریکہ سے نفرت ہے ہمارے ساتھ ہمارے ماں باپ نے بہت زیادتی کری ہے کہ ہمکو ہمارے رشتہ داروں سے دور امریکہ لے گئے . ہمکو تو یہاں رہنا تھا سب کے ساتھ ہم بھی حیران تھے جو کبھی سعودیہ نہیں آئی پہلی دفعہ ہی آئی تھی پاکستان بھی 2 دفعہ بچپن میں گئی تھی وہ پوری طرح امریکہ کے ماحول کی رچی بسی لڑکی ایسے کیسے ہوگئی . ہمیں لگا کہ اچھا ہے اللہ نے ہدایت دی ہے . کپڑے بھی پاکستانی سر پہ ہمیشہ دوپٹہ . امی نے باتوں باتوں میں اس سے پوچھا کے اگر تمہاری شادی سعودی عرب میں کسی سے ہو جائے تو تم یہاں رہ سکتی ہو تو اس نے کہا ہاں ہمیں تو یہیں رہنا ہے .

پھر شادی ہوگئی پتہ چلا سب دھوکہ ہی تھا چھ مہینے بعد ہی سارا مشرقی بننے کا شوق ختم ہوگیا . اور بات بے بات مجھ سے جھگڑنے لگی میری داڑھی پہ اعتراض کرتی تھی . پھر اس نے یہ بھی بتایا کہ یہ مسلمان بھی نہیں تھی اس نے شادی سے کچھ دن پہلے کلمہ پڑھا تھا . میں اسکو پیار سے دین بھی سکھاتا رہتا تھا پھر اس نے بتایا کہ یہ تو ڈپریشن کی مریضہ ہے اور اپنے باپ کے گھر میں بھی دو یا تین دفعہ خودکوشی کی کوشش کر چکی ہے . بہت مشکل سے اسکو سمجھاتا اپنے ماں باپ کو برا بھلا کہتی بہت گالیاں دیتی . کئی دفعہ اللہ تعالیٰ کو بھی برا بھلا کہتی گالیاں دیتی بہت برے الفاظ استعمال کرتی . اسلام کو برا کہتی میں ہر ممکن کوشش کرتا سمجھانے کی مگر نہایت ضدی مزاج تھا . اسی دوران ایک بیٹی پیدا ہوئی تو کہنے لگی کہ بچہ آپکی اماں یا بہن پالیں میں امریکہ چلی جاؤنگی میری والدہ سمجھاتی کہ اللہ اس بچی کو ماں باپ کے سائے میں پلنا نصیب کرے ایسا کیوں کہتی ہو .

مختصر یہ کہ بیٹی پیدا ہوئی تو خیال تھا کہ اب ٹھیک ہو جائیگی مصروف ہو جائیگی .
مگر وہ [illegible] زیادہ دشمنی میں آگئی جس جگہ جاتی جس سے ملتی الزام لگاتا

....

کہ یوسف مارتا ہے۔ اللہ گواہ ہے کہ میں نے کبھی اسکو نہیں مارا گھر کا ماحول
تباہ کردیا ایسے لباس میں گھر والوں کے سامنے آتی کہ ان کی نظریں شرم سے
جھک جاتیں اور میں کسی سے نظریں نہیں ملا سکتا تھا۔ بیٹی کو لیکر پاکستان گئی
۲ مہینے کے لیئے واپس آئی اور پھر لڑائی شروع الگ گھر کرنا ہے۔ حالانکہ اس
وقت ہم مالی اعتبار سے کافی پریشان تھے دوسری طرف امی کے کینسر کا
علاج چل رہا تھا سب طرف پریشانی تھی مگر یہ احساس سے عاری تھی اس
لڑائی کو ختم کرنے کے لیئے میں نے الگ گھر لے لیا۔ الگ گھر ہوتے ہی اس نے
اپنے ماں باپ اور بہن کو سعودیہ بلا لیا۔ اور ڈیڑھ مہینہ ان کے ساتھ
رہی اور عمرہ کرنے چلی گئی 23 دن کے لیئے۔ واپس آئے ایک ہفتے رک
کر پاکستان چلی گئی اپنے باپ کے ساتھ کہ ایک ہفتہ رک کر امریکہ جائیگی۔
۲ مہینے کے لیئے پھر واپسی میں پاکستان آئیگی تو یوسف پاکستان لیلے جائیگا۔
لیکن جب یوسف پاکستان ائیرپورٹ گیا تو پتہ چلا کہ ان کے اماں ابا آگئے
اور بیٹی اور نواسی کو نہیں لائے۔ اور کہہ دیا کہ تم خود ہی بات کرلو۔ میری بیوی
نے دو یا تین دفعہ بات کری پھر سارے رابطے ختم۔ کوئی پتہ نہیں مجھے میری
بیٹی سے محروم کردیا۔ اس معصوم کو میرے سے چھین لیا وہ مجھ سے بہت قریب تھی۔
ستارہ جو میری بیوی تھی پورا دھوکہ تھی ان تین سالوں میں جتنا اس نے
مجھے ستایا میری زندگی جہنم بنا دی۔ انسان شادی سکون کے لیئے کرتا ہے لیکن
اس نے تباہ و برباد کردی۔ ہر وقت پیسہ پیسہ۔ گاڑی، گھر، مہنگے کپڑے وغیرہ
اب میں اس کے ساتھ بلکل گزارہ نہیں کر سکتا اس نے میری بچی کو مجھ سے ترسا دیا۔
اللہ کے یہاں میں ضرور سوال کرونگا کہ میری بیٹی کو اس طرح اغوا کرکے کیوں
لے کر گئی۔ کوئی احترام نام کی چیز نہیں ہر کسی سے حسد کرنا یہ شادی لالچ کے
بنا پر کی گئی۔ جاتے جاتے سارا زیور جو اسکا تھا اور جو میرا تھا وہ بھی لے گئی۔

دار الافتاء

24-12-2017 ...821 20 222 17 House #151, 34 St., Khe-Bukhari
السلام ...66 595956599 DHA 6, Karachi, Pakistan

(جاری ہے) از طرف یوسف ابرار قریشی

اب میں شریعت کی روشنی میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا میں اسے طلاق دے سکتا ہوں؟ کیونکہ میرا اس کے ساتھ گزارہ ناممکن ہے۔ اور میں اب گھر اسے رکھنا نہیں چاہتا۔ نیز یہ بھی بتادیں کہ طلاق کا شرعی طریقہ کیا ہے؟۔

جزاکم اللہ

یوسف ابرار قریشی

۲۷ر۲ر۱۴۳۱ھ

دار الافتاء

(جواب منسلک ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامداًومصلیًا

سوال میں ذکر کردہ تفصیل اگر درست ہے اور اس میں حقیقت کے خلاف کوئی بات درج نہیں تو اگر واقعۃً آپ کی بیوی دین اسلام کو برا بھلا کہتی ہے، اور آپ پر بلاوجہ الزام لگاتی ہے، تو بہتر یہ ہے کہ آپس میں نباہ کی مزید کوشش کی جائے اور طلاق دینے میں جلدی نہ کریں لیکن اگر آپس میں نباہ کی کوئی صورت ممکن نہ ہو تو اسے طلاق دینے کی گنجائش ہے۔

اور طلاق دینے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ آپ اپنی بیوی کو اس کی پاکی کے زمانہ جس میں آپس میں میاں بیوی والا تعلق قائم نہ ہوا ہو، صاف الفاظ میں ایک طلاق دیدیں، یہاں تک کہ اس کی عدّت (حمل نہ ہونے کی صورت میں تین ماہواریاں اور اگر وہ حاملہ ہو تو حمل ساقط ہونے تک کی مدت) گزر جائے، تو اس ایک طلاق سے نکاح ختم ہو جائے گا، اس طرح طلاق دینے سے یہ فائدہ ہوگا کہ اگر آپ دونوں بعد میں باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرنا چاہیں تو کرسکیں گے، البتہ دوبارہ نکاح کی صورت میں آپ کو باقی ماندہ دو طلاق کا حق حاصل ہوگا۔

واضح رہے کہ بچی کی بلوغت تک اس کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوگا بشرطیکہ وہ کوئی ایسا عمل نہ کرے کہ جس سے اس کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہو مثلاً وہ بچی کے کسی غیر ذی رحم محرم سے شادی کرلے یا کوئی ایسی نوکری اختیار کرلے کہ جس سے بچی کی پرورش کرنا مشکل ہو جائے اور یہ بھی واضح رہے کہ بچی کا نان ونفقہ (خرچہ) باپ کے ذمہ لازم ہوگا۔

الفتاوى الهندية (١/ ٣٤٨)

(أما) الطلاق السني في العدد والوقت فنوعان حسن وأحسن فالأحسن أن يطلق امرأته واحدة رجعية في طهر لم يجامعها فيه ثم يتركها حتى تنقضي عدتها أو كانت حاملا قد استبان حملها والحسن أن يطلقها واحدة في طهر لم يجامعها فيه ثم في طهر آخر أخرى ثم في طهر آخر أخرى كذا في محيط السرخسي

الهداية في شرح بداية المبتدي (٢ / ٢٨٣)

وإذا وقعت الفرقة ين الزوجين فالأم أحق بالولد " لما روى أن امرأة قالت يا رسول الله إن ابني هذا كان بطني له وعاء وحجري له حواء وثديي له سقاء وزعم أبوه أنه ينزعه مني فقال عليه الصلاة والسلام: " أنت أحق به مالم تتزوجي " ولأن الأم أشفق وأقدر على الحضانة فكان الدفع إليها أنظر.

(جاری ہے۔۔۔)

الفتاوى الهندية (١/ ٥٤١)

وإنما يبطل حق الحضانة لهؤلاء النسوة بالتزوج إذا تزوجن بأجنبي، فإن تزوجن بذي رحم محرم من الصغير كالجدة إذا كان زوجها جدا لصغير أو الأم إذا تزوجت بعم الصغير لا يبطل حقها كذا في فتاوى قاضي خان. ومن سقط حقها بالتزوج يعود إذا ارتفعت.........واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم.

محمد اویس
محمد اویس سیالکوٹی عفی عنہ
دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی
۴/ربیع الاوّل/۱۴۴۱ھ
2/نومبر/2019ء

الجواب صحیح
نائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی
۴/ربیع الاوّل/۱۴۴۱ھ
2/نومبر/2019ء

الجواب صحیح
۴/۳/۱۴۴۱ھ

دار الافتاء
فتویٰ نمبر ۹۵/۲۱۸
۱۴۴۱/۳/۴
۲۰۱۹/۱۱/۲

نائب مفتی